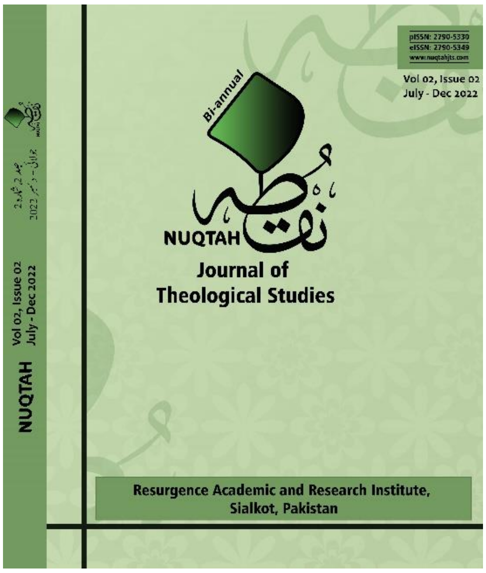


**NUQTAH** Journal of Theological Studies

**Editor: Dr. Shumaila Majeed**
(Bi-Annual)
Languages: Urdu, Arabic and English
pISSN: 2790-5330 eISSN: 2790-5349
https://nuqtahjts.com/index.php/njts

**Published By:**
Resurgence Academic and Research Institute, Sialkot (51310), Pakistan.
**Email:** editor@nuqtahjts.com

# تعزیر کے اہم اصول و مقاصد اور اس کے نفاذ کے طریقوں کا تحقیقی جائزہ

# An exploratory review of Penal enforcement Practices

**Altafur Rehman**
Altafur Rehman, Research Scholar, Department of Usool ud Din, University of Karachi
Email: altafakhon1@gmail.com

**Hussain Ahmad**
Research Scholar, Department of Quran o Sunnah, University of Karachi
Email: hussainsaif3030@gmail.com

**Dr. Ubaid Ahmed khan**
Professor Department of Usool ud din, University of Karachi
Email: drubaidahmedkhan@gmail.com

Published online: 30th December 2022

OPEN ACCESS

View this issue

CC BY

Complete Guidelines and Publication details can be found at:

https://nuqtahjts.com/index.php/njts/publication-ethics

# تعزیر کے اہم اصول ومقاصد اور اس کے نفاذ کے طریقوں کا تحقیقی جائزہ

# An exploratory review of Penal enforcement Practices


## ABSTRACT

In Islamic law, the word "Tazeer" refers to certain types of punishments, i.e., punishments that are not specified in the Qur'an and Sunnah, but their punishment is authorized by the judge of the Islamic government. This discretion is effective in preventing crimes and punishing the offenders, according to the circumstances and the amount, nature and important principles of the crime. Due to these punishments, a peaceful society comes into existence in which mischief, mischief will not find any place. From this point of view, Tazeer is such a broad chapter of the law that it is possible to deal with all kinds of crimes in every age.

The paper covers main principles, its methods, amount, types and important objectives of Tazeer along with methods of implementation keeping in Modern ear.


**Keywords:** Islamic law, Tazeer, implementation of punishments

تعزیری سزائیں ہر دور میں جرائم کی روک تھام اور مُجرم کو کیفر کردار تک پہنچانے میں مؤثر ہوتا ہے، سزائیں حالات کے مطابق جرائم کی مقدار، نوعیت اور درست اصولوں کے مطابق دینا ضروری ہے تاکہ تعزیری سزاؤں کی نوعیت، مقدار اور اصول عین شریعت کے مطابق ہو جائے۔ اس اعتبار سے تعزیر قانون کا ایسا وسیع باب ہے کہ جس سے ہر دور میں ہر طرح کے کے جرم کا سدِباب ممکن ہے۔ ان سزاؤں کا مقصد درجہ ذیل ہیں:

ا۔ مُجرم کو ارتکابِ جرم سے ہٹا کر قانون کے مطابق اصلاح کرنا

۲۔ سزائے قتل یا حبسِ دوام دینے کے بعد معاشرہ کو مُجرم کے شر سے محفوظ رکھنا

۳۔ یا مُجرم پر قابو پانا ہوتا ہے۔

لیکن بعض اہلِ فکر کی طرف سے "نظامِ تعزیرات" کے نفاذ کے ضمن میں ایک زاویہ نظر یہ بھی سامنے آیا ہے کہ چونکہ جدید ذہن مختلف تمدنی اور نفسیاتی عوامل کے تحت تعزیری سزا سے اجنبیت محسوس کرتا ہے اور ان سزاؤں کا نفاذ نفسیاتی طور پر دین سے دوری کا سبب بن سکتا ہے۔ اس لئے موجودہ دور میں ان سزاؤں کا نفاذ مصلحت کے خلاف ہے۔ وہ یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن وحدیث میں کوئی ایک صریح نص بھی تعزیر کے جواز پر دلالت نہیں کرتی اس لئے یہ سزائیں سراسر ظلم اور انسانی عقل کے خلاف ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں جدید مغربی فکر رکھنے والے اس شبہے کا تنقیدی جائزہ لینے کے بعد تعزیر کے مختلف پہلوؤں مثلاً تعزیر کے جواز، اہم اصول، اس کے طریقے، مقدار، اقسام اور اہم مقاصد بیان کرنے کے بعد آخر میں نتائج ذکر کئے گئے ہیں۔

## تعزیر کی لغوی اور اصطلاحی مفہوم:

تعزیر کے لغوی معنیٰ ہیں منع کرنا، باز رکھنا، ملامت کرنا، روکنا، تنبیہ کرنا۔ فقہاء کرام نے اس کی کئی تعریفات پیش کی ہیں جن میں سے چند درجہ ذیل ہیں۔

عبدالوھاب شعرانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "التعزير هو التوقيف على الفرائض والاحكام"[1] یعنی یہ کہ تعزیر (لوگوں کو) قانونی فرائض و احکامات پر قائم رکھنا ہے۔ امام ماوردی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "تأديب على ذنوب لم تشرع فيها الحدود "[2] تعزیر دراصل ایسے گناہوں پر تادیب کرنے کو کہتے ہیں کہ جس کی شریعت میں حدود متعین نہ کی گئی ہوں۔ علامہ کاسانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ "ای هو عقوبة علىٰ جرائم لم تضع الشريعة لايها عقوبات معينة محدودة،فهو يتفق مع الحدود "[3]۔ یعنی تعزیر ایسے جرائم کی سزا ہے کہ جن کی شریعت نے علیحدہ علیحدہ مقرر نہیں کی ہے، اس حیثیت سے کہ تعزیرات اصلاح اور زجر کے لئے بطورِ تادیب دی جاتی ہے، اور نوعیت گناہ کے اختلاف سے مختلف ہوتی ہیں، یہ حدود سے ہم آہنگ ہیں۔

ان تعریفات کی روشنی میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ تعزیر ایسی سزاؤں کو کہا جاتا ہے جو شریعت میں مقرر نہیں ہیں بلکہ امامِ وقت کی صوابدید پر چھوڑ دیا جاتا ہے کہ وہ جرائم کے حساب سے سزا مقرر کرے تا کہ بروقت ہر آدمی کی اصلاح ہو جائے۔

## تعزیر کے اہم بنیادی اصول:

چونکہ تعزیر کا بنیادی مقصد افراد کی اصلاح، اجتماعی تحفظ اور معاشرتی بہبود ہے اس لئے اس سزا کو اصولوں پر قائم ہونا چاہئے، اگر سزا قائم کردہ اصولوں کے مطابق نہ ہو تو یہ محض ظلم وزیادتی ہوگی اور گناہ کا سبب بنے گا۔ اس لئے تعزیر کے اصولوں کو فقہاء کرام کی عبارتوں کی روشنی میں وضاحت کرنا ضروری ہے تا کہ مُجرم کو ان اصولوں کے مطابق سزا مل سکے۔(تعزیر کے جواز اور اس کے طرقِ تنفیذ کے عنوان پر اسلامیہ کالج پشاور کے لکچرر محمد ناصر صاحب نے تحریر کیا ہے۔ چونکہ اس میں تعزیر کے اہم اصول و مقاصد اور نفاذ کے طریقوں کا ذکر نہیں ہوا ہے اس لئے ہم اپنے آرٹیکل میں تعزیر کے اہم اصول و مقاصد اور اس کے نفاذ کے طریقوں کو واضح کریں گے)۔

اصول 1۔ سزا ایسی ہونی چاہیے کہ جس کی وجہ سے لوگ ارتکابِ جرم سے باز رہیں اور جو مُجرم ارتکابِ جرم کرے، اس کے لئے وہ سزائے جرم پر اس کی تادیب کر سکے۔ اور دوسروں کے لئے تنبیہ بن سکے کہ وہ اس جرم کی روش اختیار نہ کریں۔

چنانچہ فتح القدیر میں علامہ ابن الھمام رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ "ان تکون العقوبة بحیث تمنع الکافة عنِ الجریمة قبل وقوعها،فاذا ما وقعت الجریمة کانت العقوبة بحیث تودب الجانی علیٰ جنایته و تزجر غیره عنِ التشبیه به و سلوک طریقه،وفی هذا یقول بعض الفقهاء عنِ العقوبات اِنها موانع قبل الفعل زواجر بعده ای العلم بشرعیتها یمنع الاقدام علی الفعل واِیقاعها بعده یمنع العود اِلیه۔[4]

عقوباتِ شرعیہ دراصل ارتکابِ جرم سے روکنے والی اور ارتکابِ جرم کے بعد اس کے دوبارہ ارتکاب سے باز رکھنے والی ہیں۔ یعنی جب ان عقوبات کی قانونی حیثیت کا علم ہو جائے تو انسان اس فعل کا ارتکاب سے رُک جاتا ہے اور جو ارتکاب کر چکا ہے وہ دوبارہ اس فعلِ ممنوع کا ارتکاب نہیں کرتا"

اصول2۔ تعزیر اجتماعی ضرورت اور معاشرتی مفاد کے مطابق دینی چاہیے۔

امام ماوردی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"اِن حد العقوبة هو حاجة الجماعة و مصلحتها،فاذا اقتضت مصلحة

الجماعة التشديد شددت العقوبة،واذا اقتضت مصلحة الجماعة التخفيف خففت العقوبة فلا يصح أن تزيد العقوبة أو تقل عن حاجة الجماعة"۔[5]

سزا کی تحدید میں اجتماعی ضرورت اور معاشرتی مفاد پیشِ نظر رکھا گیا ہے چنانچہ اگر اجتماعی مفاد اس امر کا متقاضی ہو کہ سزا میں سختی کی جائے تو سزا میں سختی کی جائے گی اور اگر اجتماعی سزا میں تخفیف کا متقاضی ہو تو سزا میں تخفیف کی جائے گی،اس لئے سزا کا اجتماعی ضرورت سے زیادہ یا کم کرنا درست نہیں ہے۔

اصول3۔سزائے قتل یا حبسِ دوام دینا تاکہ معاشرہ مُجرم کے شر سے محفوظ رہے۔

اس حوالے سے علامہ ابنِ عابدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"اذا اقتضت حماية الجماعةمِن شر المجرم استصاله من الجماعة أو حبس شره عنها وجب أن تكون العقوبة هى قتل المجرم أو حَبِسه عنِ الجماعة حتى يموت مالم يتب أينصلح حاله"۔[6]

اگر اجتماعی مفاد اس امر کا متقاضی ہو کہ مُجرم کا استیصال کرے یا حَبس کر کے معاشرے کو مُجرم کے شر سے محفوظ رکھا جائے تو لازمی ہے کہ مُجرم کو سزائے قتل دی جائے یا حَبسِ دوام کی سزا دی جائے یہاں تک کہ وہ مر جائے یا اس کی اصلاح ہو جائے اور وہ توبہ کرے۔

اصول4۔مُجرم پر جرم ثابت ہو جانے کے بعد تعزیر جاری کرنا،انتقام نہیں بلکہ اصلاح ہے۔

علامہ الشربینی شافعی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: انّ تاديب المجرم ليس معناه الانتقام منه، وانما استصلاحه ، والعقوبات على اختلاف أنواعها تتفق كما يقول بعض الفقهاء فى أنها تاديب استصلاح و زجر يختلف بحس اختلاف الذنب۔[7]

مُجرم کی تادیب کا مقصد اس سے انتقام لینا نہیں ہے بلکہ اس کی اصلاح ہے اور عقوبات اپنی جملہ انواع کے ساتھ بقولِ فقہاء کرام برائے اصلاح اور تنبیہ بطورِ تادیب جاری کی جاتی ہیں اور جرم کی نوعیت کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہیں۔

اصول5۔لوگوں کی حیثیت کے مطابق تادیب کرنا۔

علامہ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ نے بڑی وضاحت کے ساتھ فرماتے ہیں:"والعقوبات اِنما شرعت رحمة من الله تعالىٰ بعباده فهى صادرة عن رحمة الخلق واِرادة الاحسان اِليهم،و لهذا ينبغى لمن يعاقب الناس علىٰ ذنوبهم أن يقصد بذلك

الاحسان اِلیھم والرحمة لھم کما یقصد الوالد تادیب ولده،و کما یقصد الطبیب معالجة المریض و یلاحظ فی التادیب انه یختلف باختلاف الاشخاص،فتادیب اهل الصیانة اَخف من تادیب اَھل البذاء والسفاھة لقول النبی ﷺ :اَقیلوا ذوی الهیات عثرانهم" [8]

عقوبات اللہ حق تعالیٰ کی طرف سے بطورِ رحمت اور احسان جاری گئی ہیں اس لئے سزا دینے والے کے لئے بھی ناگزیر ہے کہ وہ مُجرم کو سزا دینے میں احسان کو ملحوظ رکھے، جیسے باپ اپنے بچے کی تادیب کرتا اور طبیب اپنے مریض کا علاج کرتا ہے، پھر تادیب لوگوں کی مختلف حیثیتوں کے لحاظ سے بھی مختلف ہوتی ہے، چنانچہ صاحبِ حیثیت لوگوں کو "سزا" عام بازاری لوگوں سے ہلکی ہوگی کیونکہ فرمانِ نبوت ہے کہ "صاحبِ حیثیت لوگوں کی غلطیاں معاف کردو"۔

اصول6۔ جرم کی نوعیت اور لوگوں کی حالت دیکھ کر امام فیصلہ سنائے گا۔

علامہ زیلعی الحنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔"التعزیر یکون کل فی کل معصیة،ولیس فیه شئی مقدر،واِنّما ھو مفوض اِلیٰ رأی الامام علیٰ ما تقتضی جنایات النّاس و اَحوالھم" [9]

ہر معصیت میں تعزیر ہے مگر تعزیر کی کوئی مقدار متعین نہیں، بلکہ امام کی رائے پر موقوف ہے کہ وہ دیکھے کہ جرم کی نوعیت اور لوگوں کی حالت کسی سزا کی متقاضی ہے؟

اصول7۔ ایسی معصیت کہ جس میں نہ حد ہو اور نہ کفارہ اس صورت میں امیر وقت فیصلہ کرے گا۔

علامہ شیرازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔"من اتی علیٰ ما معصیة لا حدَّ فیھا ولا کفارة عزر علی حسب ما یراہ السلطان" [10]

جس شخص سے کوئی ایسی معصیت سرزد ہوئی کہ جس میں نہ حد ہو اور نہ کفارہ، اسے سلطان کی رائے کے مطابق سزا دی جائے گی۔

اصول8۔ حدود، دیت اور قصاص کے علاوہ سزاؤں میں تعزیر ہے۔

مواہب الجلیل میں ہے:۔"بعد ان یعدد جرائم القصاص والدیات و جرائم الحدود وما عداها فیوجب التعزیر،وھو ماکول لاجتهاد الامام"[11] جرائمِ قصاص، دیت اور جرائمِ حدود کے علاوہ جرائم میں تعزیر واجب ہے جو امام کی رائے پر موقوف ہے۔ علامہ ادریس البھوتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔"التعزیر ھو التادیب و ھو واجب فی کل معصیة لا حد فیها ولا کفارة ،واقله غیر مقدر فیرجع فیه اِلی اجتهاد الامام والحاکم فیما یراه وما یقتضیه حال الشخص"[13] تعزیر دراصل تادیب ہے جو ہر اس معصیت میں لازم ہے کہ جس میں کوئی حد اور کفارہ نہ ہو، تعزیر کی کم سے کم مقدار مقرر نہیں ہے بلکہ حاکم اور امام کی رائے پر موقوف ہے کہ وہ اس شخص کے حال کے مطابق کس سزا کو مناسب خیال کرتا ہے۔

اصول9: تعزیر تادیب کا نام ہے۔

شرح الزرقانی میں ہے:"الاصل فی الشریعة أن التعزیر للتادیب،وانه یجوز من التعزیر ما أمنت عاقبته غالباً"[14]

اسلامی شریعت کا اصول یہ ہے کہ تعزیر برائے تادیب ہے اسی لئے وہی تعزیر درست ہو سکتی ہے کہ جس میں مجرم کا انجام محفوظ ہو۔

اصول10۔ تعزیری سزا میں قتل اور قطع ید کی سزا جائز نہیں ہے۔

علامہ ابنِ فرحون رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"أن لا تکون عقوبة التعزیر مهلکة،ومن ثم فلا یجوز فی التعزیر قتل ولا قطع"[15] تعزیری سزا مہلک نہیں ہونی چاہیے اور تعزیری سزا میں قتل اور قطعِ ید کی سزا بھی جائز نہیں ہے۔ لیکن "الاقناع" کے مطابق اکثر فقہاء کی رائے الگ ہے، وہ اس قاعدہ عام سے استثناء کرتے ہوئے تعزیراً سزائے قتل کو جائز کہا ہے بشرطیکہ مفادِ عامہ اس سزا کا متقاضی ہو یا مُجرم کا فساد اسے قتل کئے بغیر ختم نہ ہو سکتا ہو جیسے جاسوس، بدعتوں کی جانب بلانے والے اور عادی خطرناک مُجرم کا قتل۔

اصول11۔ ضرورت اور مصلحت کی بنیاد پر تعزیراً قتل بھی جائز ہے۔

علامہ کاسانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"لکن الکثیرین من الفقهاء أجازوا استثناء من هذه القاعدة العامة أن یعاقب بالقتل تعزیراً اِذا اقتضت المصلحة العامة تقریر عقوبة القتل،أو کان فساد المجرم لا یزول اِلا بقتله،کقتل الجاسوس والداعیة اِلی البدعة ومعتاد الجرائم الخطیرة"

[16]اکثر فقہاء کرام نے اگرچہ قاعدہ عام سے استثناء کرکے تعزیراً قتل جائز کر دیا گیا ہے مگر اس کو زیادہ وسیع پیمانے پر اختیار نہیں دیا جائے گا اور نہ تمام تعزیری سزاؤں کی طرح اس کا فیصلہ عدالت کی صوابدید پر ہو گا بلکہ ان جرائم کا تعین کہ جن میں سزائے قتل دی جاسکے گی، ولی امر کرے گا۔ فقہاء کرام نے ان جرائم کی تحدید اور تعین کی بہت سعی کی ہے اور صرف اس صورت میں سزائے قتل کو جائز قرار دیا ہے جب ضرورت متقاضی ہو مثلاً مجرم کی کثرت سے جرم کرچکا ہو اور اس کی اصلاح سے مایوسی ہو چکی ہو، یا معاشرے میں مُجرم کے بُرے اثرات سے محفوظ رکھنے کے لئے اور اس کے فساد سے بچانے کے لئے اس کا ختم کر دینا ضروری ہو گیا ہو۔

مذکورہ بالا تمام اُصولوں کی روشنی میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ جن اصولوں پر شریعت نے سزا کی بنیاد رکھی ہے، ان اصولوں کا مرجع دو اہم قواعد ہیں یعنی بعض اصل جرم سے برسرِپیکار ہیں اور مجرم کی شخصیت کو نظرانداز کئے ہوئے ہیں اور بعض اصول مجرم کی شخصیت کو مدِ نظر رکھے ہوئے ہیں مگر جرم سے برسرِپیکار بھی ہیں۔ گویا جو اصول مجرم کی شخصیت کو ملحوظ رکھے ان کا مقصد جرم کی اصلاح ہے۔ بہر حال جو جرائم معاشرے کے وجود پر بُرا اثر ڈالنے والے ہیں اُن میں شریعت نے مجرم کی ذات کو مدّ نظر رکھتی ہے اور یہ لازم قرار دیتی ہے کہ مجرم کی شخصیت، اس کے حالات، اسکے اخلاق اور اس کی سیرت کا اندازہ سزا کے اجراء کے وقت عدالت کے پیشِ نظر رہے۔ اور اگر صرف مجرم کی ذات کی رعایت ملحوظ رکھی جائے تو اس صورت میں شریعتِ اسلامی نے اجتماعی تحفظ کے قاعدے کو مطلقاً اختیار کرنا یا جرائم کی تمام سزاوں کو ملحوظ رکھنا بھی اس امر کا متقاضی ہے کہ دونوں صورتوں میں مکمل عمل ہو۔

## تعزیر کے مختلف اور اہم طریقے

**طریقہ نمبر1:** علامہ محمود عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "التعزير قد يكون بالحبس وقد يكون بالصفع و تعريک الاذن وقد يكون بالكلام الضعيف و قد يكون بنظر القاضى اليه بنظر عبوس وقد يكون بالقتل والضرب والحبس والازعاج عن الدار واخذ المال و غيرها"[17]

تعزیر کبھی قید کرنے سے دیجاتی ہے، کبھی طمانچہ مارنے سے، کبھی کان اومیٹھنے سے، کبھی سخت کلامی سے اور کبھی حاکم کی تیز نگاہی سے، اور کبھی قتل، درّے لگانے، قید کرنے، گھر سے نکالنے، مجرم کے مال کے قرق کرنے سے بھی دی جاسکتی ہے۔

**طریقہ نمبر2:** علامہ محمد بن عبد اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔التعزير بالشتم مشروع ولكن بعد ان لا يكون قذفاً ۔[18] کلمات ناشائستہ کے ذریعہ سے بھی تعزیر دی جاسکتی ہے بشرطیکہ وہ گالی اور تہمت زنا نہ ہو۔

**طریقہ نمبر3:** قاضی عبد القادر عودہ رحمہ اللہ مذہبِ شافعی کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"فی مذہب الشافعی یجوز التعزیر بالصلب حیاً و بالتجرید عن الثیاب الا قدر العورۃ و بحلق الراس و تسوید الوجہ و بالنداء بذنبہ اِذا تکرر منہ ولا یجوز باخذ اللحیۃ ولا باخذ المال"[19]

امام شافعیؒ کے نزدیک سولی چڑھانا، مجرم کی شرمگاہ کے علاوہ کے تمام کپڑے اتروالینا، سر کے بال منڈوادینا، مجرم کا منہ سیاہ کرنا اور اگر بار بار گناہ کرے تو اس کے جرم کی تشہیر بھی تعزیر ہے، البتہ اس کی داڑھی پکڑ کر گھسیٹنا اور اس کا مال لینا جائز نہیں ہے۔

طریقہ نمبر4۔ تعزیر میں مال لینا:

فتح القدیر میں ہے: "وعن ابی یوسف یجوز التعزیر للسلطان باخذ المال و عندھما و باقی الائمۃ الثلٰث لا یجوز"[20]

امام یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک بادشاہ تعزیر میں مال لے سکتا ہے، لیکن امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہا اللہ کے نزدیک مال لینا جائز نہیں۔

**طریقہ نمبر5:** چند روز کے لئے مال روکنا:

البحر الرائق میں ہے کہ "و معنی التعزیر باخذ المال علی القول امساک شئِ من مالہ عندہ مدّۃ لینزجر ثم یعیدہ الحاکم الیہ لا ان یاخذہ الحاکم لنفسہ او لبیتِ المال"[21]

مال کو لیکر تعزیر دینے کا معنیٰ یہ ہے کہ مجرم کے مال کو چند دنوں کے لئے محبوس کر لیا جائے تا کہ وہ جرم سے باز آجائے، پھر اس کے مال کو واپس کر دیا جائے، نہ یہ کہ حاکم اس کے مال میں تصرف کرے گا یا بیت المال میں داخل کرے گا۔

**طریقہ نمبر6:** شریعت کے مسلمہ مصالح کا تحفظ ہو، اگر ان مصالح کا تحفظ ممکن نہ ہو تو پھر تعزیر نافذ کی جائے گی۔

**طریقہ نمبر7:** سزا کی وجہ سے جرم سے کم ہونے کا امکان ہو اگر جرم میں کمی کا امکان نہ ہو تو تعزیر نہیں لگائی جائے گی، کیونکہ منافقوں کا مسلمانوں کے خلاف ہر سازش کا حصہ ہونے کے باوجود، آپ ﷺ معاشرے کو انتشار سے بچانے کی خاطر ان کے خلاف اقدام کرنے سے گریزاں رہے۔[22]

تعزیر کے جواز اور اس کے طرق تنفیذ کے عنوان سے ایک جامع آرٹیکل اسلامیہ کالج پشاور کے لکچرر محمد ناصر صاحب نے تحریر کیا ہے، چونکہ اس میں تعزیر کے اہم اصول و مقاصد کا ذکر نہیں ہوا تھا اس لئے ہم اپنے آرٹیکل میں تعزیر کے اہم اصول و مقاصد اور نفاذ کے طریقوں کو واضح کریں گے۔

## سزاؤں کا مقصد:

**مقصد 1:** تعزیر کا ایک مقصد زجر و توبیخ ہے۔ امام زیلعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "تعزیری سزا کا مقصد "زجر و توبیخ" ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تعزیری سزاؤں کو "زواجر غیر مقررہ" کہتے ہیں، یعنی جو مقرر نہیں "۔[23]

**مقصد 2۔** الاقناع کے مطابق سزائے تعزیر سے ایک ایسا معاشرہ تعمیر کیا جائے، جس میں محبت و آشتی کا دَور دَورہ ہو، بغض و عداوت کے اسباب کا خاتمہ ہو جائے، ہر شہری اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کا احساس رکھتا ہو اور اس معاشرے میں شر کی راہ واضح ہو تاکہ لوگ اس سے بچیں اور خیر کی راہ بھی واضح ہو تاکہ لوگ اسے بسہولت اختیار کر سکیں اور اس میں جرم کے مواقع کم از کم ہو۔[24]

**مقصد 3۔** تبصرۃ الحکام میں ہے کہ "سزا در حقیقت ایک معاشرتی ردِّ عمل ہے، جو ارتکابِ جرم کے خلاف بصورتِ سزا برپا ہوتا ہے، گویا معاشرہ سزا کی صورت میں مجرم سے انتقام لیتا ہے، کیونکہ جرم کا ارتکاب کرکے مجرم نے دراصل پورے معاشرے کی بے حرمتی کی ہوتی ہے۔ نیز اس سزا سے مظلوم کو بھی تسکین اور تسلی ہوتی ہے اور سب سے بڑی اور اہم بات یہ ہے کہ تعزیر سے معاشرے میں انصاف کا بول بالا ہوتا ہے۔

**مقصد 4۔** تعزیری سزا کا ایک اور مقصد "تادیب و تربیت" ہے۔ سزا دیتے وقت مُجرم کا ہلاک و برباد کر دینا جائز نہیں ہے اس سزا کے نفاذ میں شرط یہ ہے کہ مُجرم صحیح سلامت رہے سزا دیتے وقت مُجرم کا ہلاک و برباد ہونا جائز نہیں ہے۔[25] موجز القانون الجنائی ،ڈاکٹر علی راشد طبع ۱۹۵۱ میں لکھتے ہیں کہ سزا کے مقاصد کو یوں مختصر بھی کیا جاسکتا ہے:

**افادی مقصد:** یعنی معاشرے کو جرائم کی مضرت سے بچانا اور یہ مقصد یوں حاصل ہوتا ہے کہ مجرم کو زجر و اصلاح کے ذریعے دوبارہ ارتکابِ جرم سے باز رکھا جائے اور اسے "منعِ خاص" Special prevention کہتے ہیں۔ اور دوسرے لوگوں کو بذریعہ ارہاب و تخویف اور عبرت آموزی ارتکابِ جرم سے باز رکھا جائے تو اسے "منعِ عام" General prevention کہتے ہیں، اور اس

مقصد کا تقاضا یہ ہے کہ سزا مقدارِ جرم سے متناسب ہو۔

**اخلاقی مقصد:** یعنی قیام عدل اور یہ دو طرح سے حاصل ہوتا ہے، ایک طرف مجرم کو اس کے جُرم پر سزا دینے سے اور دوسری طرف اس کے خلاف معاشرے میں پیدا ہونے والے اجتماعی شعور کی تسکین سے۔ اور اس مقصد کا تقاضا یہ ہے کہ شدت کے لحاظ سے سزا مُجرم کی ذمہ داری اور مسئولیت سے متناسب ہو۔[26]

## تعزیر کے درجے:

التعزیر علیٰ مراتب تعزیرُ اشرف الاشراف وھم العلماء والعلویة بالاعلام وھو ان یقول له القاضی "بلغنی انک تفعل کذا فینزجر به وتعزیر الاشراف وھم الامراء والدقین بالاعلام والجر الی بابِ القاضی و الخصومة فی ذلک وتعزیر الاوساط وھم السوقة بالاعلام والجر والحبس وتعزیر الاخسة بھذا کلّه و بالضرب"[27]

تعزیر مدعاعلیہ کے مرتبہ کے موافق ہوتی ہے یعنی اشراف الاشراف مثلاً علماء وسادات کی تعزیر صرف یہ ہے کہ قاضی ان سے یہ کہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ اس قسم کا کام کرتے ہیں، اور شرفا یعنی امراء اور زمینداروں کی تعزیر یہ ہے کہ قاضی ان کو طلب کرے، اور ان کے ساتھ مخاصمت کرے اور متوسط درجے کے آدمی یعنی اہلِ بازار کی تعزیر یہ ہے کہ قاضی ان کو طلب کرے اور قید کرے، اور نیچے درجے کے آدمیوں کی تعزیر یہ ہے کہ قاضی ان کو طلب کرے، قید کرے اور کوڑے مارے۔

"وعن محمدؒ رجل یشتم الناس وھو محترم ذا مروّة یوعظ ولا یحبس وان کان دون ذلک ودّبُ وان کان شتاًما یضرب و یحبس"[28]

جو شخص لوگوں کو برا بھلا کہتا ہے اگر وہ معزز ہو تو امام اس کو نصیحت سے باز رکھے گا اگر متوسط درجے کا آدمی ہو تو اس کو کوڑے اور قید کی سزا دے گا۔

## تعزیر میں کوڑوں کی تعداد:

علامہ مرغینانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔ "واکثرہ تسعة و ثلثون سوطاً واقله ثلث جلدات"[29] "وقال ابو یوسف یبلغ التعزیر خمسة و سبعین سوطاً لان التعزیر ینبغی اَن لا یبلغ الحد واقل الحد اربعون و ھو حد العبد والشرب و اعتبر ابو یوسف حد الاحرار وھو ثمانون و نقص عنھا سوطا فی روایة و خمسة فی روایة"[30]

تعزیر میں زیادہ سے زیادہ انتالیس کوڑے اور کم از کم تین کوڑے مارنے چاہیے۔ امام یوسفؒ کے نزدیک تعزیر کی انتہا پچھتر

کوڑے ہیں، کیونکہ تعزیر کو حد کے درجے تک پہنچنا نہیں چاہیے اور حد کی کم از کم مقدار چالیس کوڑے ہیں، اور وہ تہمتِ زنا لگانے اور شراب پینے کے جرم میں غلام کی حد ہے، لیکن امام یوسفؒ نے آزاد کی حد کا اعتبار کیا ہے اور وہ اسّی کوڑے ہیں جس سے انہوں نے ایک روایت میں اور دوسری روایت میں پانچ کوڑے کم دیئے ہیں۔

## تعزیر میں کوڑے مارنے کا طریقہ:

‘ویضرب فی التعزیر قائماً علیه ثیابه وینزع منه الحشو والفرو ولا یمد فی التعزیر ویفرق الضرب علی الاعضاء الا الرس والفرج فی قول ابی حنیفة ومحمد’[31]

اور تعزیر میں مجرم کو کھڑا کر کے کوڑے لگانا چاہیے اور زائد لباس کو ان کے بدن سے الگ کرلیں اور کوڑے کو بہت زیادہ نہ کھنچیں اور متفرق طور پر اس کے اعضاء پر کوڑے لگائیں اور سر اور شرمگاہ کو محفوظ رکھیں۔

کوڑے مارنے کے بعد امام قید بھی کرسکتا ہے ”وصح جلسه بعد الضرب اِذا کان فیه مصلحة “[32]کوڑے مارنے کے بعد اگر حاکم مناسب سمجھے تو مجرم کو قید بھی کرسکتا ہے۔

## قید کا مقصد

حبس بعد التعزیر حتیٰ یتوب لان المراد بالنفی المنصوص الحبس فی حق مَن خَوّفَ النّاس۔[33]تعزیر کے بعد قید اس لئے کیا جاتا ہے کہ توبہ کرلے، اور علمِ فقہ میں جلاوطنی سے مراد قید ہے، اور وہ اس شخص کے لئے ہے کہ لوگوں کو اس سے خوف ہو۔

## تعزیر کی اصل:

امام ابی بکر الرازی فرماتے ہیں ”الاصل فی وجوب التعزیر ان کل من اِرتکب منکرا اَو اذیٰ مسلماً بغیر حقِ بقوله او فعله یجب التعزیر الا اِذا کان الکذب ظاہراً فی قوله کما اِذا قال یا کلب یا خنزیر و نحوہ فانه لا یجب التعزیر“۔[34]

جو شخص کسی فعل بد کا مرتکب ہو یا کسی کو بلاسبب ایذا دے، ایذا چاہیے قول سے ہو یا فعل سے ہو تو اس پر تعزیر واجب ہوتی ہے لیکن جس وقت صریح جھوٹ ہو مثلاً کسی کو کتّا یا سور کہے تو اس صورت میں تعزیر واجب نہیں ہوتی۔

**تعزیر کے گواہوں کا نصاب:**

"ویثبت التعزیر لشہادة رجلین او رجل وإمراتین لانه من جنس حقوق العباد"[35]

تعزیر کا دعویٰ دو مردوں یا ایک مرد اور ایک عورت کی گواہی سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ مجملہ بندوں کے حق کے ایک تعزیر بھی ہے۔

**تعزیر کی ضرورت:**

تعزیر کی ضرورت اس لئے پڑتی ہے کہ معاشرے سے فساد دور ہو اور دنیا فساد و بُرائی سے پاک ہو جائے۔[36]

**الزام کے ثبوت کا طریقہ:**

علامہ مرغینانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "والتہمة تثبت باحد شطریٰ الشہادة اما العدادا وِ لعدالة"۔[37]

تہمت یا تو ایک گواہ عادل سے ثابت ہوتی ہے یا دو گواہوں سے

چھوٹے بچے کو شراب پلانے پر تعزیر:

رجل سقیٰ اِبناً صغیراً له خمراً یعّزر۔

[38]اگر کوئی شخص اپنے چھوٹے بچے کو شراب پلائے تو اس کو تعزیر دی جائے گی۔

**ہم جنس پرستی کی مختلف صورتیں اور اس پر تعزیر:**

"مِن الناطقی واما مساحقة الرجال بالرجالِ فانه لا یحرم شیاً وفیه التعزیر"

اگر مرد مرد کے ساتھ یا عورت مرد کے ساتھ یا عورت عورت کے ساتھ یا مرد خواجہ سرا یا مخنث یا نامرد یا لڑکے کے ساتھ کے ساتھ ہم جنس پرستی کرے تو تعزیر واجب ہوتی ہے۔

**عورت کو دھوکہ دے کر گھر سے باہر نکالنا:**

"رجل خدع اِمراة رجل او بنته وهی صغیرة و اخرجها و زوّجها من رجل قال محمدؒ احبسه لهذا ابداً حتی یردها او یموت"[39]

اگر کوئی شخص ایک بیگانہ عورت کو دھوکہ دے کر اس کے گھر سے نکال لیجائے، یا کسی کی لڑائی کو گھر سے نکال کر کسی سے

بیاہ دے تو اس کو اس وقت تک قید میں رکھیں گے جب تک وہ ان کو واپس نہ لایا جائے یا مر نہ جائے۔

**مقیم کا بلا عذر روزہ نہ رکھنا:**

علامہ فرید الدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"المقیم اِذا افطر فی رمضان متعمداً یعزر و یحبس بعد ذلک اِذا کا یخاف منه عوده الی الافطار ثانیاً"

جو شخص مقیم ہو اور بغیر عذر کے روزے رکھے تو اس پر تعزیر واجب ہو گی، اگر دوبارہ اس کا روزہ نہ رکھنے کا احتمال ہو تو اس کو قید کریں گے۔

**شراب خوروں کی سزا کا حکم:**

علامہ عمر ابنِ نجیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"من شہد شرب الشاربین والمجتمعین علیٰ نیة الشرب وان لم یشربوا ومن معه رکوة خمر یعزر و یحبس والمسلم یبیع الخمر اَو یاکل الربوا یعزر و یحبس وکذا المغنیٰ والمخنث والنائحة یعزرون و یحبسون حتیٰ یحدثوا التوبة"۔[40]

شراب خوروں کی مجلس میں جو شراب پینے کے لئے جمع ہوئے ہیں یا شراب پی رہے ہیں، جو شخص شریک ہو گا تو اس کو تعزیر دی جائے گی، اور اگر مسلمان شراب بیچے یا سود کھائے اس پر تعزیر واجب ہو گی، اسی طرح گانے والے، نوحہ کرنے والے، اور مخنث پر تعزیر اور قید کی سزا ہے۔

## نتائج:

ائمہ مجتہدین اور فقہاء کے اقوال کی روشنی میں مندرجہ ذیل امور ثابت ہوتے ہیں:

1: شریعتِ اسلامیہ نے جملہ تعزیراتی جرائم سے متعلق نہ تو دفعات بیان کی ہیں اور نہ ان کی اس طرح تحدید کی ہے جس طرح جرائم حدود، جرائم قصاص اور دیت کی ہے، بلکہ بعض تعزیراتی جرائم سے متعلق نصوص بیان کر کے ان کی بڑی تعداد کو اولوالامر کی صوابدید پر چھوڑ دیا ہے۔

2: ساتھ ساتھ ان کو یہ اجازت بھی دیدی ہے کہ وہ اجتماعی صلاح و فلاح، معاشرتی امن اور ملی نظام کی خاطر کچھ افعال کو ممنوع قرار دیدیں، اور کچھ افعال کے کرنے کو لازم کریں اس شرط کے ساتھ کہ وہ اس ممانعت اور لزوم میں نصوصِ شریعت، شریعت کے

عام اصولوں اور قانونِ شریعت کی اصل روح سے تجاوز نہ کریں۔

3: شریعت نے مختلف درجوں میں کچھ تعزیرات مقرر کر دی ہیں، جو خفیف ترین تعزیر سے لیکر شدید ترین تعزیر تک پہنچتی ہیں، اور عدالت کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ جرم اور مجرم کے احوال کے مناسب مجموعہ عقوبات میں سے کوئی ایک سزا یا چند سزائیں جاری کر دے۔

4: شریعت نے جن تعزیراتی جرائم کی تحدید نہیں ہے، ان میں وہ اولوالامر کو اس قاعدے کا پابند نہیں کرتی، بلکہ شریعت میں ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے، جو قاضی کو اس بات سے روکے کہ وہ شریعت کے ممنوع کردہ تعزیری جرائم میں ایک سزا مقرر کر دیں جس کی جرم کے ثابت ہو جانے پر عدالت لازماً پابندی کرے۔

5: تعزیراتی جرائم کے لئے ایک مجموعہ عقوبات ہے جو نصیحت سے لے کر کوڑے مارنے اور قید کرنے تک پھیلا ہوا ہے اور خطرناک جرائم میں اس کی انتہاء قتل بھی ہو سکتی ہے۔

## مصادر و مراجع

1 عبد الوھاب الشعرانی، المیزان الکبریٰ، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۲۵ء) ۶/ ۱۷۔

Abdul wahab Al Sha’rani, Almeezan al kubra, (Beirut: Dar al Kutub Al Ilmiyah, 1926), 6 /17.

2 ابو یعلیٰ، امام ماوردی، الاحکام السلطانیۃ، (القاھرۃ: دار الحدیث) ۳۴۴۔

Abu Ya’la, Imam al Mawardi, Al Ahkam as –Sultaniyyah, (Cairo: Dar al Hadith), 344.

3 علاء الدین ابو بکر بن مسعود بن احمد الکاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1986ء) ۴/ ۲۴۸۔

Al kasani, Ala’al-Din, Abi bakr Bin Masood Al Kasani Al Hanafi, Badai al-Sanai Fi Tartib al-Sharai, (Beirut: Dar al Kutub Al Ilmiyah, 1986) 4/248.

4 کمال الدین محمد بن عبد الواحد المعروف ابن الھمام، فتح القدیر شرح الھدایۃ (پاکستان: المکتبۃ الرشیدیہ)، ۴/ ۱۱۲۔

Ibn al-Humam, Kamaluddin, Muhamad Bin Abdul Wahid al-Maroof Ibn al-Humam, Fath ul Qadeer Sharh Al Hidayah, (Pakistan: al Maktabah al Rashidiya),4/112.

5 ماوردی، الاحکام السلطانیۃ، 204۔

al Mawardi, Al Ahkam as –Sultaniyyah, 204.

6 علامہ محمد امین ابن عابدین الشامی، ردالمحتار، (پاکستان: ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۴۰۶ھ) ۵/ ۴۸۰۔

Al Shami, al Allama Muhammad Amin al shaheer Bi ibn' Abidin, Radd al-Mukhtar, (Pakistan; H. M. Saeed Company, 1st edition, 1406 AH) 5/480.

7 علامہ الشربيني الشافعي، الاقناع،(بیروت: دار احیاء التراث العربی)۴/۲۷۱۔

Allama al Shirbini al Shaf'i, Al- Iqna', (Beirut: Dar Ihya al-Turath al- Arabi,), 4/271.

8 الصادق عبدالرحمن الغربانی، الفقہ المالکی وادلتہ ،(الموسسۃ الریائی، الطبعۃ الاولیٰ، 2006ء)، 4/697۔

al- Sadiq Abd al Rehman Algharbani, Al-Fiqh al-Maliki wa Adillatuhu, (Al Muasisat al-Rayani, 1st edition, 2006), 4/697.

9 فخر الدین عثمان بن علی الزیلعی الحنفی، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق (کوئٹہ: مکتبہ اشرفیہ) ۳/۳۹۔

Fakhrudddin Usman bin Ali Al Zail'i, al-Hanfi, Tabyeen al Haqaiq sharh Kanzul al-Daqaiq, (Pakistan: Maktaba Ashrafia) 3/39.

10 ابو اسحاق ابراهيم بن علي بن يوسف الشيرازي، المهذب في فقة الإمام الشافعي()،(بیروت: دار الکتب العلمیۃ، س ن) ۲/۳۰۶۔

Abu Ishaq Ibrahim bin Ali bin Yosauf al Sherazi, Al Muhazzab fi Fiqh al Imam al Shafi, (Beirut: Dar al Kutub Al Ilmiyah, nd), 2/306.

11۔ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن عبد الرحمن الطبرالسی المغربی، مواھب الجلیل فی شرح مختصر الخلیل (بیروت: دار الفکر، ۱۴۱۲ھ)
،۴/۲۶۸۔

Shams addin Abu Abdullah Muhammad bin Muhammad bin Abd al-Rehman al Tibralsi al-maghribi, Mawahib al Jalil Fi Sharh Mukhtasar al Khalil, (Beirut: Dar al Fikr, 1412 AH) 4/268.

12 ایضاً، ۲/۳۰۶

Ibid, 2/306.

13 منصور بن یونس بن ادریس البھوتی، کشاف القناع علی متن الاقناع (مصر: عالم الکتب، ۱۴۰۳ھ) ۴/۲۶۸۔

Mansoor bin Younus bin Idrees al-Bahuti, Kashaaf al al-Qina' Ala Matn al-Iqna' (Egypt: Alam al Kutub, 1403 AH) 4/268.

14 علامہ زرقانی، شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ(بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۶ء) ۸/۱۱۵۔

Allama Zarqani, Sharh Al zarqani Alal Mawahib al diniya, (Beirut: Dar al Kutub Al Ilmiyah, 1996), 8/115.

15 ابن فرحون، تبصرۃ الحکام فی اصول الاقضیہ و مناھج الاحکام،(بیروت: دار الکتب العلمیہ، س ن) ۲/۲۶۴۔

Ibn Farhoon, Tabsirah al Hukkam fi Usool al-aqziya wa Manahij al-Hukkam, (Beirut: Dar al Kutub Al Ilmiyah, nd) 2/264.

16 الکاسانی، بدائع الصنائع في ترتیب الشرائع، ۴/۲۴۹۔

Al kasani, Badai al-Sanai Fi Tartib al-Sharai, 4/249.

17 محمود بدر الدین العینی، البنایہ شرح الھدایہ (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۰ھ) ۱۶۵۔

Mehmood Badr al-Din al-Aini, al Binaya Sharh al Hidaya, (Beirut: Dar al Kutub Al Ilmiyah, 1420 AH), 165.

18 الخطیب التمرتاشی، محمد بن عبد اللہ، منح الغفار شرح تنویر الابصار (الریاض: مکتبۃ الحرمین، س ن) ۱۸۸۔

Al Khatib al Tamartashi, Muhammad bin Abdullah, Manh al Ghaffar Sharh Tanveer al Absar, (Al-Riyadh: Maktaba Al Haramyn, nd), 188.

19 عبد القادر عودہ، التشریع الجنائی الاسلامی، (بیروت: دار الکاتب الغربی، س ن) ۱/۱۴۸۔

Abd al Qadir A’auda, al Tashri’ al Jinayi al Islami, (Beirut: Dar al Katib al Gharbi, nd),1/148.

20 کمال الدین محمد بن عبد الواحد ابن الھمام، فتح القدیر شرح الھدایۃ (کوئٹہ: المکتبۃ الرشیدیہ، س ن) ۴/۱۱۲۔

Kamal ad-din, Muhammad Bin Abdul Wahid Ibn al-Humam, Fath al Qadeer Sharh Al Hidayah, (Quetta: al Maktabah al Rashidiya, nd), 4/112.

21 زین العابدین ابن نجیم الحنفی، البحر الرائق شرح کنز الدقائق (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1997)، 4/231۔

Zain al Abidin ibn Nujaim al hanafi, al Bahr al Raiq Sharh Kanz al Daqaiq (Beirut: Dar al Kutub Al Ilmiyah,1997) 4 /231.

22 محمد ناصر، ”قانون اسلامی میں تعزیر کے جواز اور اس کے طرق تنفیذ کا تحقیقی جائزہ“، مرجس، جلد ۶، شمارہ ۱، (2019) ۴۰-۵۴۔

Muhammad Nasir, “Qanoon Islami mein Tazeer k Jawaz or Us k Turuq Tanfeez ka Tehqiqi Jaiza”, *MURJIS*, 6, 1 (2019):41-54.

23 زیلعی، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، ۲/۲۸۔

Zail’i, Tabyeen al Haqaiq Sharh Kanz al Daqaiq 2/81.

24 بہوتی، کشاف القناع علی متن الاقناع، ۴/۲۷۱۔

Bahuti, Kashaful al-Qina Aala Matn Iqna, 4/271.

25 ابنِ فرحون، تبصرۃ الحکام فی اصول الاقضیہ و مناھج الحکام، ۲/۳۶۹۔

Ibn al Farhoon, Tabsirah al Hukkam fi Usool al-aqziya wa Manahij al-Hukkam, 2/369.

26 مولانا سلامت علی خان، کتاب الاختیار (لاہور: خیبر لا پبلشر، س ن) ۲۸۔

Maulana Salamat Ali Khan, Kitab al Ikhtiyar, (Lahore: Khyber law Publisher, nd) 28.

27 حماد جمال الدین، فتاویٰ الحمادیہ، ۳۰۷ (مسودہ)۔

Hammad Jamaluddin, Fatawa al-Hamadiya, 307 (Musawada)

28 ایضاً۔

Ibid, 307.

29 شیخ الاسلام برھان الدین ابو الحسن ابو بکر المرغینانی، الھدایۃ (کوئٹہ: المکتبۃ الرشیدیہ، س ن) ۵/۴۷۱۔

Shaikh al Islam Burhan ad Din Abul Hassan Abu Baker Al Marghinani, Al Hidaya (Quetta: Maktaba Rashidiya nd) 5/471.

30 ابو بکر علی بن محمد لحداد الزبیدی، الجوھرۃ النیرۃ شرح مختصر القدوری (بیروت: دار الکتب العلم، الطبعۃ الاولی، ۲۰۰۶) ۴۰۰۔

Abu Bakr Ali bin Muhammad lahdad Al Zubaidi, al Jauharah al Niarah Sharh Mukhtasar al Qudoori, (Beirut: Dar al Kutub al-Ilmiya, 1st Edition, 2006) 400.

31 امام فخر الدین حسن بن منصور اوزجندی، فتاویٰ قاضی خان (کراچی: قدیمی خانہ آرام باغ، س ن)، ۳/۴۰۱۔

Imam Fakhruddin Hassan bin Mansoor Awz Jandi, Fatawa Qazi khan, (Karachi: Qadimi kutub Khana Aaram Bagh, nd), 3/401.

32 ابو محمد عبداللہ بن قدامہ المقدسی، المغنی (الریاض : دار عالم الکتب، ۱۴۱۷ھ) ۴/۷۷۔

Abu Muhammad Abdullah Bin Qudama Al Muqaddasi, al-Mughni, (al-Riyadh: Dar Aalam al Kutub, 1417 AH) 4/77.

33 محمد بن عبداللہ الخطیب التمرتاشی، منح الغفار شرح تنویر الابصار (الریاض: مکتبۃ الحرمین، س ن) ۲۱۱۔

Muhammad bin Abdullah, al Khatib al Tamartashi, Manh al Ghaffar Sharh Tanveer al Absar, (al-Riyadh: Maktaba Al Haramyn, nd), 211.

34 امام ابو بکر الرازی الجصاص، شرح مختصر الطحاوی (المدینۃ المنورۃ: دار السراج، الطبعۃ الثانیۃ، ۱۴۲۰ھ) ۷۲۔

Imam Abu Bakr al-Razi al-Jassas, Sharh Mukhtasar al-Tahawi (al-Madina al-Munawarah: Dar al-Siraj, 2nd Edition, 1420 AH) 72.

35 زیلعی، تبیین الحقائق، ۳۰۹۔

Zail’i, Tabyeen al Haqaiq, 309.

36 محمد بن عبد الھادی التتوی السندی، حاشیۃ السندی علی النسائی (حلب: مکتبۃ المطبوعات، ۱۹۸۶) ۷/۲۳۴۔

Muhammd bin Abd al-Hadi al-Tatwi al-Sindi, Hashiyat Al-Sindi Ala al-Nisai (Halb: Maktabah al Matbuat 1976) 7/234.

37 مرغینانی، الہدایۃ، ۳/۲۶۱۔

Marghhinani, Al Hidayah, 3/261.

38 الفتاویٰ التاتار خانیہ، فرید الدین عالم بن العلاء (مکتبہ فاروقیہ لاہور پلازہ عبدالستار روڈ کوئٹہ طاولیٰ ۱۴۳۱ھ) ۳/۳۰۱۔

Alftawa al Tatar Khaniya,Fareeduddin Aalim bin al Aala, (Maktaba Farooqiya Lahore)1431-2010, 301.

39 ایضاً، 305۔

Ibid, 305.

40 عمر ابن النجیم الحنفی، النہر الفائق شرح کنز الدقائق (کراچی : قدیمی کتب خانہ، ۱۹۸۵ء) ۱/۲۶۶۔
Umar ibn Nujaim al Hanafi, (Karachi: Qadeemi Kutub khana, 1985)1/266.